رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عیار

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگریزی نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عیار

قیمت پرانا پرچہ (۲)

جلد ۴ | ۱۴ ادے ۱۳۵۴ ف | یکم ذیحجہ ۱۳۶۳ھ | ۱۸ نومبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۳۲)

چین سے جنرل اسٹل ول کی واپسی کے اسباب

نیویارک "ٹائمز" کے نامہ نگار کا بیان

گزشتہ دنوں صدر روزویلٹ کے شخصی نمائندے میجر جنرل ہیرلی اور چیانگ کائی شیک کے مابین اس امر کی نسبت گفت و شنید ہوئی تھی کہ چین کی بری اور ہوائی فوجوں پر جنرل اسٹل ول کو پورا کمانڈر دیا جائے اور جاپان کے خلاف جنگی اقدام میں چین کی شرکت کو زیادہ موثر بنایا جائے۔ اگرچہ چیانگ کائی شیک ابتداء اس تجویز سے متفق تھے لیکن بعد میں انہوں نے یہ تصفیہ کیا کہ جنرل اسٹل ول کے سوا وہ کسی اور امریکی کمانڈر کو قبول کرنے تیار ہیں۔

چین کی قوم پرست جماعت کے ایک خانگی جلسہ میں انہوں نے اعلان کیا کہ جنرل اسٹل ول کو چلے جانا چاہئے اور پٹہ و قرضہ کے تحت جو سامان امریکہ سے آیا ہے وہ ان کی تحویل میں دیا جانا چاہئے۔ نیز یہ کہ امریکہ انہیں چین کی کمیونسٹ پارٹی سے اتحاد قائم کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر امریکہ اس بات پر راضی نہ ہو تو چین تنہا جاپان سے لڑنے تیار ہے جیسا کہ وہ پرل ہاربر کے واقعہ سے پہلے لڑ رہا تھا۔ صدر روزویلٹ نے چیانگ کائی شیک کے مطالبہ کو تسلیم کر کے جنرل اسٹل ول کو واپس بلا لیا۔

صدر روزویلٹ کا یہ فیصلہ کہ جنرل اسٹل ول کو واپس بلا لیا جائے بہت سی مشکلات کا حامل ہے۔ چین سے متعلق امریکہ کی پالیسی اور مشرق بعید کے مسائل جنگ پر اس فیصلہ کا اثر پڑ سکتا ہے۔ [illegible] یہ معلوم بھی [illegible] کیا جا سکتا ہے کہ جاپان کے خلاف جنگی محاذ میں چین کی شرکت کو [illegible]

دینا نہیں چاہتا۔

چین کے اندر اس کا رد عمل یہ ہو رہا ہے کہ جاپانی فوجوں کو چین سے نکال باہر کرنے کے بجائے مخالف جمہوری قوتوں کو سیاسی برتری حاصل ہو رہی ہے۔ امریکہ ایک طرح سے ان قوتوں کی حمایت کر رہا تھا جنہیں چین میں [illegible] عوام کی [illegible] حاصل نہیں تھی۔ چیانگ کائی شیک اور جنرل اسٹل ول میں بنیادی اختلاف یہ پیدا ہو گیا تھا کہ جنرل اسٹل ول بغیر کسی تاخیر کے چین میں جاپانی فوجوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے اور چیانگ کائی شیک کو اس میں تامل تھا۔

چیانگ کائی شیک میں ایک خوبی ضرور ایسی ہے جس کے لئے امریکہ کو ان کا ممنون ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے جاپان سے کبھی مصالحت نہیں کی حالانکہ ایسے مواقع بھی پیش آئے جبکہ ان کے وزراء کا مستقبل تاریک نظر آ رہا تھا۔ لیکن چیانگ کائی شیک چین میں تو اپنی قوت قائم رکھنے کی فکر میں ایسے مصروف ہیں کہ وہ تقریباً بے عمل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ وہ چین کے مسلمہ قائد ہیں تاہم فوجی اعتبار سے ان کا کوئی درخشاں کارنامہ نہیں ہے۔ ایک ایسے وسیع ملک میں جس کی آبادی کی اکثریت جاہل کاشتکاروں پر مشتمل ہے وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے دوسری جماعتوں کو قوی ہونے نہیں دیتے۔

چین کی کمیونسٹ پارٹی کے اس اثر کو ختم کرنے کی چیانگ کائی شیک ۱۹۲۷ء سے کوشش کر رہے ہیں ایک ایسی فوج ہے جو جاپان کے خلاف شمال مشرقی چین میں گوریلا طریقے سے لڑ رہی ہے۔ چیانگ کائی شیک کمیونسٹ پارٹی کی اس فوج کو اپنے اقتدار کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کو کچلنے [illegible] ۵ لاکھ سپاہ کو مصروف رکھا۔ دوران جنگ میں کمیونسٹ پارٹی سے مفاہمت کرنے کی چیانگ کائی شیک نے کوئی خاص کوشش نہیں کی جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی حکومت [illegible] کمیونسٹ فوجوں کو [illegible] ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ جنگ کی وجہ سے چین کو گوناگوں مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ان مصائب کے لئے چیانگ کائی شیک [illegible] انہوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ ختم جنگ تک اپنی برتری کو قائم رکھیں اور [illegible] کے بعد کمیونسٹ جماعت سے مقابلہ کریں۔

جنرل ہیرلی اور چیانگ کائی شیک کے مابین جو گفت و شنید شروع ہوئی چیانگ کائی شیک امریکیوں سے بہت خائف ہیں۔ [illegible] وہ کسی تصفیہ کو پسند نہیں کرتے۔ جنرل اسٹل ول کی واپسی کے یہ معنی ہیں کہ چین میں رجعت پسندوں کے اقتدار کو تسلیم کیا جائے۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں چین پہنچنے کے بعد جنرل اسٹل ول برما کی مہم میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہوں نے چنگ کنگ آ کر چیانگ کائی شیک سے خواہش کی کہ فوجوں کو کمان کرنے کا انہیں کافی اقتدار دیا جائے۔ اس وقت چین میں ذرائع حمل و نقل کی حالت بہت ناقص تھی۔ جب اسٹل ول برما کی مہم کے بعد ہندوستان پہنچے تو انہوں نے چیانگ کائی شیک سے خواہش کی کہ ۳ [illegible] سپاہیوں کو تیار کرنے کی اجازت دی جائے۔ ڈیڑھ سال کی تربیت کے بعد یہ سپاہی اس قابل ہو گئے کہ جاپانیوں کو پیچھے ڈھکیل کر برما روڈ کو آزاد کر سکیں۔

چین کے اندر جو کچھ جنرل اسٹل ول کرنا چاہتے تھے [illegible] چیانگ کائی شیک [illegible] کی طرف سے [illegible]

ہفتہ وار
مملکت
جلد۴ | ۱۴ اردی ۱۳۵۴ف | نمبر۲۲

فوجی رسدات

ممالک محروسہ سرکار عالی میں جو بیرونی فوجیں مقیم ہیں ان کے لئے ضروری سہولتیں مہیا کرنا اور حتی الامکان ان کی سربراہی کرنا حکومت سرکار عالی اور نیز رعایائے آصفی کا اخلاقی فریضہ ہے۔ یہ کہ ان افواج کے بغیر حیدرآباد اپنی آپ مدافعت کرنے کی صلاحیت سے قریب قریب محروم ہے۔ لیکن اخلاقی فریضہ کی ادائی اور عوام کی روزمرہ ضروریات کی تکمیل کے مابین ایک صحیح تناسب قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ معتدبہ اعداد و شمار کی عدم اشاعت کی وجہ سے ہم یہ سمجھنے کے قابل نہیں ہیں کہ کس مقدار اور تعداد میں گوشت، مرغی، انڈا، ترکاری، کوئلہ اور لکڑی کی سربراہی برطانوی افواج کو ممالک محروسہ سے روزانہ کی جا رہی ہے۔ تاہم ایک بات بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ ان اشیاء کی قیمتوں میں جو ناقابل برداشت اضافہ ہو گیا ہے اس کی بڑی وجہ وہ غیر محدود خریداری ہے جو فوجی رسد بہم پہنچانے والے ٹھیکہ دار جابجا کی منڈیوں میں آئے دن کرتے رہتے ہیں۔ ان اشیاء کے بعض تاجروں نے وثوق سے بیان کیا ہے کہ یہ فوجی ٹھیکہ دار نہ صرف ان افواج کی سربراہی کرتے ہیں جو ممالک محروسہ کے اندر مقیم اور متعین ہیں بلکہ حیدرآباد سے باہر اطراف و اکناف کی چھاؤنیوں کی سربراہی بھی حیدرآباد ہی سے ہو رہی ہے۔ کچھ عرصہ قبل اخبارات میں ایک اطلاع یہ شائع ہوئی تھی کہ حکومت سرکار عالی نے گائے، بھینس، گوسفند، مرغی اور انڈوں کی برآمد ممنوع قرار دی ہے۔ اگر اس کے باوجود ان اشیاء کی برآمد جاری ہے تو یقیناً وہ بلا اجازت نہیں ہو سکتی۔ اب غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ شہریوں کی ضروریات اور برطانوی افواج کی سربراہی کے مابین ایک صحیح تناسب قائم کرنے کا طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ صوبہ مدراس سے ایک کثیر تعداد میں مویشی حیدرآباد میں درآمد ہوا کرتے تھے۔ حکومت مدراس نے اپنے حالیہ احکام کے تحت حیدرآباد میں مویشیوں کی درآمد کو روک دیا ہے۔ حیدرآباد میں مویشیوں کی درآمد کی مسدودی کے ساتھ ساتھ حیدرآباد سے مویشیوں کی برآمد کی مسدودی ایک منطقی اور صحیح فیصلہ تھا لیکن ایک کثیر تعداد میں افواج کا قیام اس توازن کو بگاڑنے کا باعث ہوا۔ ہماری رائے میں اس کا حل یہی ہو سکتا ہے کہ جنگ سے پہلے جو فوج حیدرآباد میں مستقل طور پر رہا کرتی تھی اس کی سربراہی کی ذمہ داری حیدرآباد پر عائد رہے۔ اس تعداد کے علاوہ جو فوجیں اب متعین ہیں اس کی حد تک یہ تجویز قرین انصاف معلوم ہوتی ہے کہ نصف کی حد تک حیدرآباد سربراہی کی ذمہ داری قبول کرے اور بقیہ نصف کی سربراہی حکومت ہند دیگر علاقوں سے کرے۔ اس مسئلہ کی تفصیلات پر ہم اس وجہ سے بحث نہیں کر سکتے کہ نہ تو فوج کی تعداد کا علم ہے اور نہ اس کی ضروریات کا۔ ہم اتنا ضرور محسوس کرتے ہیں کہ جو تجویز ہم نے پیش کی ہے وہ فریقین کے نقطۂ نظر سے قرین انصاف ہے۔ حیدرآباد کے نقطۂ نظر سے یہ فائدہ ہوگا کہ شہریوں کی ضروریات کے لئے زیادہ مال بازار میں آئے گا اور نتیجۃً قیمتیں گھٹ جائیں گی اور برطانوی فوج کے نقطۂ نظر سے یہ تجویز اس وجہ سے مناسب ہے کہ کسی مقام پر فوج کے قیام کی وجہ سے اس مقام کی شہری زندگی جتنی کم متاثر ہو اتنا ہی فوج کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ بہرحال ہماری یہ خواہش ہے کہ مکمل اطلاعات ہماری اس رائے کو معزز صدر المہام سیاسیات کی توجہ میں لائے اور صاحب موصوف سے ہمیں توقع ہے کہ وہ ارباب رزیڈنسی و ارباب فوج سے ہماری پیش کردہ مسئلہ پر گفتگو فرمائیں گے۔

تخفیف مصارف کی ایک تجویز

تخفیف مصارف نظم و نسق کے ضمن میں اب تک جو کام ہوا ہے اس سے عوام کو واقف نہیں کرایا گیا۔ لیکن اس سلسلہ میں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ کم از کم دو معتمدیاں ایسی ہیں جو بآسانی تخفیف کی جا سکتی ہیں۔

ایک معتمدی دفاع اور دوسری تنظیم دیہی۔

معتمدی دفاع کے ذمہ جو کام ابتداً سپرد کیا گیا تھا اب اس حد تک [illegible] ہو گیا ہے کہ اس معتمدی کی کوئی خاص ضرورت یا افادیت باقی نہیں رہی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ معتمدین میں سے کسی ایک معتمد کے ذمہ یہ کام کر دیا جا سکتا ہے مثلاً معتمد صاحب سیاسیات یا معتمد صاحب فوج۔

معتمدی تنظیم دیہی کو ہم فی الوقت اس وجہ سے قابل شکست سمجھتے ہیں کہ جو سررشتہ جات اس معتمدی سے متعلق ہیں ان کا تعلق بلحاظ موزونیت موجودہ محکمہ رسد سے ہونا چاہئے۔ محکمہ امداد باہمی، محکمہ زراعت، محکمہ علاج حیوانات ایسے محکمے ہیں کہ موجودہ حالات کے تحت ان کا معتمدی رسد سے متعلق کیا جانا ہر لحاظ سے مناسب ہوگا۔ غذا کی پیداوار اور تقسیم کا کام جب انجمن ہائے امداد باہمی سے کیا جانا مقصود ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ سررشتہ راست معتمد صاحب رسد کے ماتحت نہ کر دیا جائے۔ [illegible] حکومت سرکار عالی نے جو غذائی لائحہ عمل مرتب کیا ہے اس کی کامیابی کا زیادہ تر انحصار انجمن ہائے امداد باہمی کی کارکردگی پر ہے۔ مقدار کثیر میں اجناس خوردنی کی فراہمی اور تقسیم میں محکمہ رسد کو اسی وقت خاطرخواہ کامیابی ہو سکتی ہے جبکہ سررشتہ امداد باہمی پر اس کو راست نگرانی حاصل ہو۔ اسی طرح زرعی تحقیقات، زیادہ غذا اگاؤ کی مہم اور متعلقہ امور کا تعلق بھی اصولاً معتمد صاحب رسد سے ہونا چاہئے۔ جب تک معتمدی رسد قائم ہے معتمدی تنظیم دیہی کو عارضی طور پر ختم کر دیا جا سکتا ہے۔ اس تجویز کو قبول کرنے سے بچت بھی ہوگی، کارکردگی میں اضافہ بھی ہوگا اور متعلقہ سررشتہ جات کے مابین قریبی ربط و تعاون بھی قائم ہو جائے گا۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب متعلقہ اس تجویز پر غور فرمائیں گے۔

اخبار "تاج"

اخبار "تاج" کی پالیسی سے ہم پوری طرح متفق نہ تھے لیکن اس کے باوجود ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس اخبار کے مسدود ہونے کی وجہ سے ایک اچھا جریدہ میدان صحافت سے نکل گیا۔ اس جریدہ کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ چند پرجوش ہندو اور مسلم نوجوان جو مسائل عامہ سے دلچسپی رکھتے تھے کسی نفع کی خاطر نہیں بلکہ خدمت گزاری کے جذبہ کے تحت اس اخبار کو چلا رہے تھے۔ سیاسی اور معاشی مسالک کی حد تک یہ نوجوان اپنے آپ کو کامریڈ ایم این رائے کے متبعین میں شمار کرتے ہیں۔ اگرچہ جریدہ کامریڈ رائے کے فلسفہ کو مقامی حالات پر منطبق کرنے میں ہنوز کامیاب نہیں ہوا تھا لیکن اس نے یہ کوشش شروع کر دی تھی کہ نوجوان طبقہ کو فرقہ واریت سے ہٹا کر معاشی اور سماجی مسائل پر کامریڈ رائے کی تعلیمات کی روشنی میں غور کرنے کی طرف مائل کرے۔ اس کوشش کو ہم ایک مستحسن اقدام تصور کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ہم کامریڈ رائے کے فلسفہ کے قائل ہیں بلکہ اس لئے کہ جو مکتب خیال ہندو اور مسلم نوجوانوں کو فرقہ واریت کے اثر سے آزاد کر کے غور و فکر کی طرف مائل کرتا ہے وہ یقیناً مستقبل کے لئے اچھے راستے پیدا کر سکتا

ہے۔ "تنظیم" کی یہ خصوصیت حوصلہ افزائی کی مستحق تھی مگر افسوس ہے کہ کسی وجہ سے حکومت نے اس کو بند کرنا ضروری سمجھا۔ ہم متوقع ہیں کہ حکومت سرکار عالی اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے گی۔ اور اگر دوبارہ اجرائی کی اجازت مل جائے تو ادارۂ "تنظیم" کو ہمارا یہ مشورہ ہے کہ وہ اپنے جوش کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرے تاکہ زندہ رہ سکے۔

کارپوریشن کو امداد باہمی کے اصول پر ڈھالا جائے

حکومت کا انقلابی اقدام جو بیک وقت معاشی و سیاسی گتھیوں کو سلجھائے گا

از

کشن راؤ بی اے

اخبارات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے غلہ کی فراہمی اور تقسیم کے فرائض انجمن ہائے امداد باہمی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ درمیانی شخص کا جو پیشہ اندوزی قابو میں کیا جاسکے۔ اور جو بھی منافع حاصل ہو وہ کسی ایک فرد کی تجوری میں جمع ہونے کے بجائے ان افراد میں تقسیم ہو جو انجمن کے رکن ہوں گے۔ قانون رجسٹری انجمن ہائے امداد باہمی میں مرقوم ہے کہ ۱۰ فی صد سے زائد منافع حصص پر تقسیم نہ کیا جائے ان انجمنوں کا توسط صارفین کے لئے بحیثیت مجموعی ایک نعمت ثابت ہوگا۔ چونکہ ان انجمنوں کی رکنیت محدود یا مختص نہیں ہے اس لئے ہر شخص کا یہ امداد کو اختیار حاصل ہے کہ وہ رکن بنے انجمن کے کاروبار میں ہاتھ بٹائے یا اس پر نگرانی رکھے اور اس کے منافع میں حصہ حاصل کرے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ غلہ کی تجارت بلحاظ اپنی وسعت اور اہمیت کے ملک کی سب سے بڑی تجارت ہے اگر اس ایک شعبہ تجارت کو امداد باہمی کی تحریک کے تحت لایا جائے تو درمیانی نفع اندوزوں پر ایک کاری ضرب لگے گی اور ممکن ہے کہ تجارت کے دوسرے شعبوں میں بھی رفتہ رفتہ یہی عمل رائج ہوسکے۔ اگر ایسا ہوا تو دولت پیدا کرنے والوں اور دولت کے صرف کرنے والوں کے درمیان جو ایجنسی ان ملنے اور ناجائز نفع کما رہی ہے وہ غائب ہو جائے گی۔ اس اعتبار سے میں حکومت کے حالیہ فیصلہ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

ملک میں جو سیاسی اور فرقہ وارانہ رقابتیں موجود ہیں وہ دراصل معاشی رقابتوں اور استحصال ناجائز کے جذبات کا عکس ہیں۔ امداد باہمی کی تحریک استحصال ناجائز کے امکانات کو ختم کرنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ توقع بھی بعید نہیں کہ امداد باہمی کی تحریک کا وسیع نفاذ سیاسی رقابتوں اور فرقہ وارانہ کشمکش کو ختم کرنے کا باعث ہوگا۔ حکومت سے میری درخواست ہے کہ وہ غلہ کی تجارت کو بلکہ زرعی پیداوار کی جملہ تجارت کو ذخیرہ باز اور نفع اندوز تاجروں سے چھین کر مستقل طور پر انجمن ہائے امداد باہمی کے سپرد کردے۔ حیدرآباد میں اشیاء کی تقسیم اور تجارت کے لئے ایک مرکزی انجمن امداد باہمی قائم ہو چکی ہے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے یہ انجمن کسی بڑے پیمانہ پر کاروبار کرنے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ ضرورت اس کی ہے کہ خود حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کو امداد باہمی کی مرکزی انجمن کی صورت میں تبدیل کردیا جائے۔ اس عظیم الشان ادارے کے تحت متعدد شاخیں قائم ہوسکتی ہیں جو مختلف قسم کی تجارت پر تدریجی قابو حاصل کر سکتی ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ جنگ حیدرآباد کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگی۔

حکومت سرکار عالی نے امداد باہمی کے اصول پر ایک زرعی بنک اور ایسی انجمنوں کے قیام کا اعلان کیا ہے جو کاشتکاروں کو نہایت قلیل شرح سود پر فوری قرض دے سکیں۔ یہ نظم و نسق کے دیکھنے سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس اسکیم کو کیوں نافذ نہیں کیا گیا۔ اگر اس جانب بھی توجہ ہو جائے تو حیدرآباد بہت جلد دیگر اقطاع ہند کے لئے ایک قابل تقلید مثال پیش کرے گا۔

حصول زائد منافع

معذوروں اور غریب طبقوں کی امداد

تمہید دستور العمل زائد منافع میں یہ مرقوم ہے کہ اس محصول کی جملہ آمدنی کم ہو اجب ملازمین سرکار اور غریب طبقات رعایا کی امداد میں جو موجودہ جنگ کے غیر معمولی حالات سے متاثر ہوئے ہیں صرف کی جائیں گی۔ چنانچہ حسب تجاویز سررشتہ فینانس اور بموجب تصفیہ معروضہ کونسل بتوسط سکریٹری کے ذریعہ فرمان مبارک سررشتہ مال و فینانس محصول زائد منافع کی جملہ آمدنی سے سردست پچاس لاکھ کی تقسیم حسب ذیل طریقے پر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی گئی ہے اس مقدار سے جس قدر زائد رقم جمع ہوگی وہ محفوظ رکھی جائے گی۔ تاکہ آئندہ حسب ضرورت پوری اغراض پر جس کے لئے یہ محصول عائد کیا گیا ہے استعمال کی جاسکے۔

۱۔ جملہ آمدنی کا ۲۵ فیصد مستحقین اور معذورین کے لئے ارزاں غلہ کی فراہمی پر صرف کیا جائے جس کے لئے بلدہ اور اضلاع میں غیر سرکاری اور سرکاری اراکین کی مجالس قائم کی جائیں اور انجمن انسداد قلت اجناس و گرانی کے جسے ہز ہائینس پرنسس آف برار کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے مثل دیگر انجمنوں سے بھی ارزاں غلہ کی تقسیم میں تعاون حاصل کرے۔ ان مجالس کے کام کی نگرانی اور حسابات کی ذمہ داری حکومت پر رہے گی۔

۲۔ اس آمدنی کا ۲۵ فیصد مندرجہ بالا طبقات پر بتوسط شفاخانہ و دواخانہ جات معیاری پارچہ کی تقسیم کے لئے مختص کیا جائے۔

۳۔ ۱۰ فیصد کسی سے بلدہ و اضلاع میں گھریلو صنعتی ادارے قائم کئے جائیں جہاں تعلیم یافتہ استانیاں، بیوہ اور غریب عورتوں کو گھریلو صنعتیں سکھلائیں اور ان کے تیار کئے ہوئے سامان کے حصول معقول معاوضہ پر نکاسی کا انتظام کریں۔

۴۔ ۲۰ فیصد دیہاتی رقبوں میں قیام زچگی خانہ جات اور مراکز بہبودی اطفال پر صرف کئے جائیں۔ اور انجمن طبی امداد برائے خواتین و اطفال حیدرآباد کی جو حضرت ہائی شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ قائم کی گئی ہیں۔ ابھی تفرقہ کے متعلق کے مشورہ سے منظور کئے جاتے ہیں مالی امداد کی جائے۔

۵۔ ۲۰ فیصد فی الحال محفوظ رکھی جائے جس کے مصرف کے متعلق موسم بارش کے ختم پر فصول کے حالات کے لحاظ سے مناسب تجاویز پیش کی جائیں گی۔

(محکمہ اطلاعات سرکار عالی)

سوویت یونین

آزاد جمہوریتوں کا وفاق

سوویت یونین ہماری لاکھ مربع میل پر جو کرہ ارض کے ایک چھٹے حصے پر پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کی کوئی بھی ایک ریاست اتنی بڑی نہیں ہے۔

۱۹۳۹ء کی مردم شماری کے مطابق سوویت یونین کی آبادی سترہ کروڑ سے کچھ زیادہ ہے۔ اس میں مختلف زبانیں بولنے والی مختلف قومیں آباد ہیں۔ جن کی تہذیبی روایات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس میں یورپ کے شمالی منطقہ اور تاریخی علاقے شامل ہیں۔ پامیر، منگولیا، سمرقند، بخارا، بدخشاں، وادی فرغانہ، کوہ قاف، آذربائیجان ایسے چند نام ایسے ہیں جو وسطی ایشیا، اسلامی دنیا، چین اور ہندوستان کی تاریخی روایات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

سوویت یونین میں قدرتی ذخیروں کی بہتات ہے وہاں لوہے اور کوئلے کی بہترین کانیں ہیں اور تیل کے بہترین چشمے پائے جاتے ہیں۔

جب انقلاب کے پانچ برس بعد ۳۰ دسمبر ۱۹۲۲ء کو لینن اور ستالن کی رہبری میں سوویت یونین کی پہلی وفاقی ریاست قائم ہوئی تو اس میں یوکرین، سفید روس اور ماورائے قفقاز (گرجستان، آذربائیجان اور آرمینیا) کی جمہوریتیں شامل تھیں۔ ۱۹۲۵ء میں ازبکستان اور ترکمانستان اور ۱۹۲۹ء میں تاجکستان بھی آزاد ہو کر سوویت یونین میں شامل ہوئیں۔ ۱۹۳۶ء میں قازقستان اور کرغیزیہ خود مختار ریاستوں کی حیثیت سے اس اشتراکی وفاق میں شامل ہوئیں۔ اسی زمانہ میں ماورائے قفقاز کی ریاست بھی تین حصوں میں تقسیم ہو گئی یعنی گرجستان، آذربائیجان اور آرمینیا اور یہ تینوں آزاد ریاستیں بھی علیحدہ حیثیت سے سوویت وفاق میں آگئیں۔ ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء میں دوسری سامراجی جنگ کے دوران میں کچھ اور آزاد جمہوریتیں اپنی مرضی سے سوویت یونین میں داخل ہوئیں۔

اس وقت سوویت یونین کے اشتراکی وفاق میں سولہ آزاد جمہوری ریاستیں شامل ہیں۔ ان سب کی حیثیت مساوی ہے وہ اپنی الگ فوج رکھ سکتی ہیں اور بیرونی ممالک سے خود اپنے تعلقات قائم کر سکتی ہیں۔ ان کا نظام حکومت ان کے اپنے محنت کش عوام کے ہاتھوں میں ہے:

سوویت یونین کے باشندے حاکم اور محکوم، ظالم اور مظلوم، سرمایہ دار اور مزدور طبقوں میں تقسیم نہیں ہیں۔ وہ مزدوروں اور کسانوں کی اشتراکی ریاست ہے اور اس لحاظ سے دنیا کی تمام ریاستوں سے مختلف ہے جن کی سیاسی بنیاد وہ سوتیں (ابھی تک) محنت کشوں کے استحصال پر قائم ہے ... کرتے ہیں۔

سوویت یونین کی معاشی بنیاد اشتراکیت ہے۔ یعنی تمام ذرائع پیداوار اور آلات پیداوار کسی ایک فرد یا گروہ کی نہیں بلکہ تمام محنت کشوں کی اجتماعی ملکیت ہیں۔

سوویت یونین صنعتی اعتبار سے ایک ترقی یافتہ ریاست ہے۔ انقلاب سے پہلے وہ زراعتی ملک تھا اور اس کی حالت ہندوستان سے بھی بدتر تھی۔ لیکن مزدور راج کی تھوڑی مدت میں اس کی صنعتی ترقی نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ۱۹۳۷ء میں اس کی صنعتی پیداوار ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں آٹھ گنا زیادہ تھی۔ اس مدت میں سوویت یونین نے ان صنعتوں کو بھی فروغ دیا جن کا وہاں پہلے نام و نشان بھی نہیں تھا مثلاً ہوائی جہاز، موٹر، مشینیں اور کیمیاوی مرکبات کی صنعت۔ یہ صنعتی ترقی ان پنج سالہ معاشی پروگراموں کی مرہون منت ہے جو ملک کی ترقی کے لئے استالن نے بنائے تھے۔ ان پروگراموں کا مقصد سرمایہ داروں کے لئے نفع کمانا نہیں بلکہ ملک کی دولت اور عوام کی خوش حالی میں اضافہ کرنا تھا۔

سوویت یونین کی زراعت بھی انفرادی کاشتکاری سے ترقی کر کے اجتماعی کاشتکاری میں تبدیل ہو گئی ہے اس کی وجہ سے کھیتوں کی پیداوار بے انتہا بڑھ گئی ہے اور کسان بہت زیادہ خوش حال ہو گئے ہیں۔

چونکہ تمام ذرائع پیداوار اجتماعی ملکیت ہیں اس لئے کوئی ایک گروہ یا فرد دوسرے کی کمائی پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ سوویت یونین کا سماج صرف دو طبقات پر مشتمل ہے مزدور اور کسان یہ دونوں محنت کش طبقات ہیں اور ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

سوویت یونین کے محنت کش دوسروں کے نفع کے لئے نہیں بلکہ اپنے اور سماج کے فائدے کے لئے دولت پیدا کرتے ہیں۔ سوویت یونین کے محنت کش سماج کے لئے جتنا زیادہ پیدا کرتے ہیں انہیں سماج سے اتنا ہی زیادہ معاوضہ ملتا ہے اور پورے سماج کی خوش حالی بڑھتی ہے۔ اس سے زیادہ کام کرنے اور پیداوار بڑھانے کا جذبہ ترقی کرتا ہے۔ اور محنت کش اپنی بہترین صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ بروئے کار لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وادی ڈونیز کے کان کن استیخانوف کی پیداوار بڑھانے کی تحریک نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی اور سوویت یونین میں ہزاروں استیخانوف پیدا ہو گئے۔

اس معاشی خوش حالی کی وجہ سے سوویت یونین کے عوام کی تہذیب نے بڑی ترقی کی ہے۔ انقلاب سے پہلے وہاں کے زیادہ تر لوگ ان پڑھ اور جاہل تھے لیکن آج سوویت یونین میں کوئی جاہل مشکل ہی سے ملے گا۔

سوویت یونین ایک بین الاقوامی ریاست ہے۔ اس میں ایک سو سے زیادہ مختلف قومیں اور قبیلے آباد ہیں جن میں سے ... وہ یورپ کی طرح ترقی یافتہ قومیں ہیں۔ وہاں کی صنعتی ترقی اور لینن اور استالن کی قومی پالیسی کی بدولت سوویت یونین کی پسماندہ قوموں نے تھوڑی سی مدت میں حیرت انگیز معاشی اور تہذیبی ترقی کی ہے۔ مثلاً ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں ۱۹۳۸ء میں قازقستان کی صنعتی پیداوار ۸ گنا اور تاجکستان کی پیداوار ۷ گنا اور ترکمانستان کی پیداوار ۵ گنا بڑھ گئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین کی مختلف قوموں کے باہمی تعلقات بڑے خوش گوار ہو گئے ہیں۔ انہیں زندگی کے ہر شعبہ میں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ سوویت ریاست کے استحکام کی یہی بنیاد ہے۔ (قومی جنگ)

بین الاقوامی تجارتی کانفرنس

امریکہ برطانیہ اور ہندوستان کا زاویہ نگاہ

نیویارک۔ ۱۵ نومبر۔ ممالک متحدہ امریکہ کے خصوصی مندوب مسٹر جیری گریڈی نے بین الاقوامی تجارتی کانفرنس سے کہا کہ معاشی سیاست سے حصول اور آئندہ ... کے سدباب کی غرض سے اقوام عالم کو قومیت پرستی نہیں بلکہ عالمی نظام پر اعتماد رکھنا چاہیے۔

برطانوی مندوب سر ... نے ان تنقیدوں کا جواب دیتے ہوئے کہ برطانوی پالیسی ... کو ترجیح دیتی ہے کہا کہ برطانیہ کے لئے جنگ کے بعد کے دور میں تجارت پر کسی قسم کا اقتدار رکھنا ضروری ہے۔ برطانیہ بجلت کھلے آزاد تجارت پر عمل درآمد کرنا چاہتا ہے۔

خصوصی ہندوستانی مندوب مسٹر چھنی لال ... نے کہا کہ ممالک متحدہ امریکہ اور ہندوستان کے درمیان تجارت اور جہازرانی کے معاہدہ کی عدم موجودگی سے تجارتی تعلقات میں لازماً رکاوٹ پڑے گی۔ مسٹر چھنی لال نے ہندوستان اور ممالک متحدہ کے درمیان تجارت اور جہازرانی کا معاہدہ طے کرنے پر زور دیا۔ امریکہ کی تجارتی پالیسی سے متعلق شبہ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اسی سے ان ہندوستانیوں کو مساوات حاصل ہو گی جو ممالک متحدہ امریکہ میں رہتے ہیں۔ ہر ملک کو دوسرے ملک سے تجارت کرنے کے مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں اور اقوام کے اس قسم کے مساوی حقوق سے باہمی تجارت کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ ممالک متحدہ میں ہندوستانیوں کی ترقی ... مسٹر ... نے کہا کہ ابھی ...

حیدرآباد میں زرعی تحقیقات

زیر نفاذ اور زیر غور اسکیمیں

حیدرآباد جیسے ملک میں جہاں باشندوں کی عظیم اکثریت کا دارومدار زراعت پر ہے زرعی پیداوار میں اضافہ کی تدابیر کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ان تدابیر میں زرعی تحقیقات بھی شامل ہیں چنانچہ زراعت سے متعلق تحقیقاتی اور تجرباتی کام انجام دینے کے لئے تیس سال قبل ایک علحدہ محکمہ قائم کیا گیا جس نے تیس سال کے مختصر عرصہ میں قابل قدر کام انجام دیا ہے۔ چند خصوصی مزرعوں، اضلاع کے مزرعوں اور بکثرت امدادی مزرعوں میں باقاعدہ تجربات کے علاوہ مواضعات کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کے ذاتی کھیتوں میں بھی تجربے کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں محکمہ ... اور ... کے ذرائع آب کے تحت علاقوں میں تحقیقاتی مزرعے اور ... میں تمباکو سے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک مرکز قائم کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔

پیداوار کی اصلاح و ترقی

محکمہ پیداوار کی اصلاح و ترقی پر خاص طور سے متوجہ ہے۔ چنانچہ چاول، جوار، گیہوں، کپاس اور ارنڈ سے متعلق تحقیقی کام کئی سال سے انجام دیا جا رہا ہے۔ ان تمام فصلوں کی بہتر قسمیں حاصل کی جا چکی ہیں اور ان میں سے بعض کے تخم وسیع پیمانہ پر کاشت کرنے کے لئے ہر سال تقسیم کئے جاتے ہیں۔ کپاس کی ایک خاص قسم گورانی نمبر ... سے متعلق تجربات سب سے زیادہ کامیاب ہوئے ہیں ... لاکھ ایکڑ اراضی پر اس کی کاشت ہوتی ہے۔ بہتر قسم کا چاول تقریباً ۲ لاکھ ایکڑ پر کاشت کیا جاتا ہے اور تقریباً ... ایکڑ پر بہتر قسم کی جوار اور گیہوں کی کاشت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ جن علاقوں میں بارش کی قلت ہے وہاں اجناس خوردنی کی مقدار پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے خشک اراضی کی کاشت سے متعلق تجربات سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اور ضلع رائچور کے کھیتوں پر پشتے باندھنے کا کام وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔

تحقیقاتی کام کی وسعت

گزشتہ دو سال کے عرصہ میں طویل المدت و قلیل المدت دونوں قسم کے تجربات کو کافی وسعت دی گئی۔ ان میں سے بعض کو جاری رکھنے کے لئے سررشتہ زراعت کو مرکزی مجلس تحقیقات زرعی، ہندوستانی مرکزی مجلس کپاس، اقلیم جاہی ... اور ہندوستانی فوج کی جانب سے بھی امداد دی جاتی ہے۔

فی الوقت حسب ذیل امدادی اسکیمیں زیر نفاذ ہیں۔

الف۔ مرکزی مجلس تحقیقات زرعی سے امداد حاصل کرنے والی اسکیمیں

۱۔ ... کی کاشت سے متعلق اسکیم۔

۲۔ ... کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی اسکیم۔

۳۔ میووں سے متعلق تحقیقاتی اسکیم۔

۴۔ دالوں کی کاشت کو ترقی دینے کی اسکیم۔

۵۔ خشک اراضی کی کاشت سے متعلق تحقیقاتی اسکیم۔

۶۔ مونگ پھلی اور ... کی کھلی سے کھاد تیار کرنے کی اسکیم۔

۷۔ ... اور دوسرے زرعی ... کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی اسکیم۔

۸۔ ارنڈی کی کاشت کو ترقی دینے کی کل ہند اسکیم۔

۹۔ سنترہ اور اس قسم کے دوسرے پھلوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی اسکیم۔

۱۰۔ گیہوں کو گھن لگنے سے محفوظ رکھنے کی اسکیم۔

۱۱۔ دکن میں چاول کی کاشت کو ترقی دینے کی اسکیم۔

ب۔ ہندوستانی مرکزی مجلس کپاس سے امداد حاصل کرنے والی اسکیمیں۔

۱۔ گورانی کپاس کو بہتر بنانے کی تحقیقاتی اسکیم۔

۲۔ ... کپاس کو بہتر بنانے کی اسکیم۔

۳۔ اومرا کپاس کو بہتر بنانے کی اسکیم۔

ج۔ اقلیم جاہی ... سے امداد حاصل کرنے والی اسکیم

۱۔ ... کپاس کو ترقی دینے کی اسکیم۔

د۔ ہندوستانی فوج سے امداد حاصل کرنے والی اسکیم

۱۔ سکندرآباد میں فوجیوں کے لئے ترکاری کی کاشت کی اسکیم۔

مذکورہ بالا اسکیموں کے علاوہ علاقہ نظام ساگر کے زرعی مسائل کو حل کرنے کے لئے بھی ایک اسکیم نافذ کی گئی ہے جس کے مصارف مرکزی مجلس ترقیات نظام ساگر برداشت کرتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت جو کام انجام دئے جاتے ہیں ان میں اراضی کا تفصیلی جائزہ، چاول کی پیداوار کی ترقی، ... مٹی پر دھان کی کاشت کرنے کے معاشی پہلو، مقدار حصول آب پاشی وغیرہ سے متعلق تحقیقات اور میووں کی کاشت سے متعلق دریافت جیسے امور بھی شامل ہیں۔

میووں کی آبپاشی سے متعلق تحقیقات کرنے کی ایک اسکیم بھی حکومت نے منظور کی ہے۔

حیدرآباد کی ... تحقیقاتی مجلس نے بھی گیہوں اور دوسرے اجناس کے ذخیروں کو گھن اور کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر اختیار کرنے کے لئے ایک اسکیم منظور کی ہے۔

زیر غور اسکیمیں

حسب ذیل اسکیمیں حکومت سرکار عالی کے زیر غور ہیں۔

۱۔ ارنڈی کے تخم تقسیم کرنے کی اسکیم

۲۔ منتخب کردہ اضلاع میں انگور کاشت کے کھیت بنانے کی اسکیم

۳۔ اضلاع میں تجرباتی کام کی وسعت۔

۴۔ جنگ کے بعد سابق فوجیوں کو آباد کرنے کے لئے زراعت کے بہتر طریقوں کی تربیت۔

۵۔ محکمہ تحقیقات زرعی کے زیر نگرانی پودوں کی حفاظت کا انتظام

۶۔ بہتر قسم کے خالص تخم حاصل کرنے کے لئے ... کا قیام

۷۔ شہر حیدرآباد میں ... انگور کی کاشت کو وسعت دینے کی اسکیم۔

۸۔ ... میں پیدا ہونے والے تمام میووں کا تفصیلی اور معیاری جائزہ۔

۹۔ جوار، باجرہ اور مکئی اور چارہ کے کام آنے والی پیداوار کو ترقی دینے کی اسکیم۔

۱۰۔ ورنگل اور ... کے سرکاری مزرعوں میں کاشتکاروں کی تعلیم کا انتظام۔

۱۱۔ پودوں کو نقصان پہنچانے والے امراض سے متعلق تحقیقاتی کام کی وسعت۔

۱۲۔ ضلع ... میں ... پروجیکٹ کے تحت ... کے اصول پر کاشت کا انتظام

۱۳۔ اضلاع ... آباد اور ... میں زراعت کو ترقی دینے کی اسکیم۔

مذکورہ بالا اسکیموں کے علاوہ محکمہ متعلقہ نے حسب ذیل اسکیمیں حکومت کی منظوری کے لئے پیش کرنے کی غرض سے تیار کی ہیں۔

الف۔ پودوں کے لئے ایک قرنطینہ کا قیام ...

۱۔ ... میں میووں کو محفوظ رکھنے کی اسکیم کا انتظام

ب۔ چاول کے تخم تقسیم کرنے کی اسکیم اور

ج۔ مزرعہ حمایت نگر میں آم کا باغ لگانے اور پودوں کی پرورش گاہ قائم کرنے کی اسکیم

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

میں گاندھی جی سے درخواست کروں گا کہ وہ کانگریسی اخبارات پر ایک نظر ڈالیں اور کانگریسی کارکنوں کی کانفرنسوں کی اندرونی کارروائیوں کا جائزہ لیں جہاں مسٹر جناح کو برطانوی ایجنٹ کہہ کر بدنام کیا گیا اور لیگ کو ختم کر دینے یا اس سے کمتر کر کے کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ رجحان خانہ جنگی کی فضا پیدا کر سکتا ہے۔ گاندھی جی کے سوا اور کون اس بیہودگی کو روک سکتا ہے۔ کانگریس لیگ آشتی در حقیقت کا مرحلہ بڑا سخت ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ رواداری دکھانے کی ضرورت ہے۔ (پی سی جوشی)

چند روز قبل یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ گروہ زمیندار طبقہ حکومت کے غذائی مسئلہ کو حل کرنے میں کوتاہی کرے تو ان کی اراضیات ضبط کر لی جائیں گی۔ ضبطی کا حکم دینے کا اختیار حضرت بندگان عالی نے بہ نظر سہولت کار عمدۃ الملک بہادر عالی کو عطا فرمایا ہے۔

اس خبر کی اشاعت کے بعد سے روتی زمینداروں کے حلقوں میں وحشت اور سراسیمگی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان حضرات کو تسلی دینے کے لئے مقامی ترقی پسند اخبارات اور ادارے آگے بڑھے۔ قارئین اخبارات کا تجزیہ کرکے سے اس ادارہ سے واقف ہیں جس نے اس تجویز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ لیکن ہمارا مشورہ یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو ایک مشترکی ادارہ ظاہر کرتا ہے کیونکہ جو ملک کے نظام زمینداری کو قائم رکھنے ہوئے شاید حجاب محسوس کرتا ہے اس لئے اس ترقی پسند ادارہ نے ایک نہایت انوکھی منطق ایجاد کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ضبطی اراضیات کا اختیار اس وجہ سے قابل تنسیخ ہے کہ اگر یہ بحال رہا تو اس کے عوض سے زمیندار غریب رعایا پر ظلم کریں گے۔

نظام زمینداری کو بحال رکھنے کے لئے غریب رعایا کا سہارا صرف ایک مشترکی ادارہ ہی ڈھونڈ سکتا ہے۔

مطالبہ یہ ہے کہ چند مہینے اور جب تک نئے زمینداری کے اندر ہماری ادارہ ... تعلق ہے حکومت کے اس ادارہ ...

سے متعلق ہیں کہ اجناس کی قیمتوں پر نگرانی قائم کی جائے ان کو حسب مطالبہ حکومت فراہم کیا جائے نیز غلہ کی منصفانہ تقسیم کے لئے راشن بندی نافذ کی جائے۔ لیکن ان قراردادوں پر عمل کرنے کی نوبت آتی ہے تو کسانوں میں ایسی مطبوعہ درخواستیں بغرض نشان ابہام تقسیم کی جاتی ہیں جنہیں اگر صحیح بھی کیا جائے تو حکومت کو اندازہ ہو گا کہ ایک دانہ غلے اجناس کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور غلہ کی تقسیم ساہوکاروں کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔

اسی کا نام ہے پبلک دیانت داری! اور یہی وہ لوگ ہیں جو ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کے بعد حضرت وزرائے سلطنت ہوں گے! اس حسن نیت اور حسن کردار کے ساتھ شہری آزادیوں کا مطالبہ جاری اور قائم ہے۔

تعلقہ کھم کے ایک جلسہ عام میں جو آندھرا کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے منعقد کیا گیا تھا غریب کسانوں کی فلاح و بہبود کے بلند بانگ دعوے پیش کئے جا رہے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ حاضرین میں سے ایک غریب کسان نے فاضل مقرر کو جو کمیونسٹ پارٹی کے ایک سرگرم رکن تھے اس طرح مخاطب کیا۔

"سال گذشتہ آپ نے اپنے قولداروں سے دس روپے فی ایکڑ وصول کئے تھے۔ اس سال بیس روپے فی ایکڑ کا مطالبہ قائم کیا ہے۔ آپ کے جلسہ پر سرخ جھنڈا لہرا رہا ہے مگر آپ کے دل میں غریب کسانوں کے لئے کوئی رحم نہیں۔ کیا یہی آپ کا کمیونزم ہے؟"

اس سوال کے بعد تنگی وقت کا بہانہ کرکے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔

ایک کرناٹکی لیڈر نے اپنے ضلع کے تعلقدار صاحب سے کہا کہ وہ حکومت کے غذائی کارکنوں کی توجہ کے لئے مواضعات کا دورہ کرنا چاہتے ہیں جن کے پٹیل کے کوپن دے رکھے ہیں۔ تعلقدار صاحب نے کوپن دے دئے ایک ہفتہ کے بعد لیڈر صاحب دورہ سے واپس ہوئے اور تعلقدار صاحب سے کہا کہ "میں نے چالیس مواضعات کا دورہ کیا ہے۔ وہاں کی فصلیں خراب ہو چکی ہیں لہذا معافی کا عمل کیا جانا قرین انصاف ہے"۔ تعلقدار صاحب نے جواب دیا کہ وہ خود بھی چل کر کھیتوں کا معائنہ کریں۔ اس کے دوسرے دن انہی مواضعات سے رعایا کا ایک محضر داخل ہوا جس میں لکھا تھا کہ فلاں لیڈر صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے رعایا سے وعدہ کیا تھا کہ اگر رعایا کرناٹک پریشد کے لئے چندہ دے گی تو وہ تعلقدار صاحب سے کہہ کر لیوی کا غلہ اور زر مالگزاری معاف کرا دیں گے۔ درخواست گزاروں نے چندہ روانہ کر دیا ہے۔ براہ کرم معافی کا عمل کیا جائے"۔ تعلقدار صاحب نے لیڈر صاحب کے خلاف قانونی کارروائی شروع کی تو انہوں نے معافی مانگ لی اور انہی مواضعات سے لیوی کا غلہ وصول کرانے کا وعدہ کیا۔ یہ ہیں ہمارے سورما لیڈر!!

نفٹننٹ کرنل ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر نے مسلم یونیورسٹی کے اساتذہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "یونیورسٹی کو چلانے کی ذمہ داری پورے اسٹاف کی مشترکہ ذمہ داری ہے نہ کہ تنہا وائس چانسلر کی۔ یہ مشترکہ ذمہ داری ہے انفرادی نہیں۔ (یونیورسٹی گزٹ)

کیا بات ہے آج کل! ذمہ داریوں کے تعین کی اس قدر فکر کیوں؟ بہتر تقسیم یوں ہوتی کہ فرائض سب اسٹاف کے اور حقوق سب وائس چانسلر کے ....

جی حضوریوں کا تو ذکر نہیں مگر باقی سارا اسٹاف اس مشترکہ ذمہ داری کے تخیل سے حیران ہوا ہوگا۔ اس تخیل کی کوئی تصویر کھینچی جائے تو وہ ایسی ہوگی کہ گویا ہاتھی کے ہودے میں وائس چانسلر اور ہاتھی کی دم پکڑے ہوئے سارا اسٹاف۔

(ایک معاصر)

کہیں آپ یہ خیال نہ کریں کہ عبارت بالا محترم معاصر "پیام" سے نقل کی گئی ہے۔ بیہودے اور مذموم کا میابی اور مبتذل "مذاق بھلا" "پیام" کر سکتا ہے۔ یہ بدمذاقی تو صرف "تاج" مرحوم کی تھی جس کا اسے خمیازہ بھگتنا پڑا۔

ڈاکٹر رجنی پرشاد کا بیان ہے کہ:-

"مہاتما گاندھی کو بدعنوانی، ذخیرہ بازی اور نفع اندوزی سے روحانی تکلیف ہوتی ہے۔"

ہم نے سنا ہے کہ اس روحانی تکلیف سے ازالہ کے لئے یہ کہہ دیا ہے کہ ذخیرہ باز کستورباء فنڈ میں چندہ دے رہے ہیں اور قومی حکومت کے مطالبہ کی تائید میں پیش پیش ہیں۔

حیدرآباد میں رابطۃ التالیف والترجمہ

عالم امروزہ جس نازک دور سے گزر رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں تہذیب مغرب اپنے فرزندوں کے ہاتھوں غاک وخون میں بڑی دم توڑ رہی ہے۔ انسانیت کا پردہ ناموس استبداد کے درندہ خصلت زشت خو دیوزادوں کے ہاتھوں تار تار ہے۔ انسان انسان کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔ آسمان آگ برسا رہا ہے۔ زمین انگارے اگل رہی ہے۔ دنیا رشک جہنم بن رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت اپنی تعزیرات کی تمام دفعات گمراہ انسان پر ایک دم جاری کر کے چیرہ دستیوں کا مزہ چکھانا چاہتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ فطرت کا قانون اٹل اور فیصلہ آخری ہوتا ہے جو اس کے قانون کو توڑتا ہے وہ دراصل اپنی بیخ کنی خود کرتا ہے۔ مسلم اقوام فطرت کی قانون شکنی میں پیش پیش رہیں۔ ان کا فرض تغافل کچھ نرالا ہے۔ جس قدر ان کے عروج کی داستان محیر العقول تھی اس سے کہیں زیادہ ان کے زوال کی خونچکاں قصہ عبرت آموز ہے۔

کبھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

جس بیدردی کے ساتھ مسلمان نے اپنی شاندار روایات کو فراموش کیا اس کی نظیر ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی۔ جہاں دیگر اقوام نے فرسودہ روایات کے خس وخاشاک سے بڑے بڑے محل کھڑے کر لئے ہیں وہاں کوتاہی قسمت کا تماشا دیکھئے کہ مسلمان نے اپنی عدیم المثال شاندار اور زریں روایات کے سر بفلک قصر رفیع کے انہدام میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ تو میں اپنے گزشتہ جاہ وجلال اور عظمتوں کو یاد رکھتی ہیں لیکن خود فراموش مسلمان حافظہ میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ملت اسلامیہ صدیوں سے ایک مسلسل خواب گراں میں محو رہی ہے۔ احساس زیاں کے عذاب الیم کی شدت سے اب وہ آنکھ کھول رہی ہے۔ محشر کی گھڑی آن پہنچی۔ اب اسے چاہئے کہ کروٹ لے۔

کسی قوم کی زندگی کا دارومدار اس کے اداروں پر ہوتا ہے جو مختلف ذرائع سے اس میں زندگی کی روح پھونکتے رہیں۔ علمی اور ادبی کوششوں سے اس کے کلچر اور ثقافت کو زندہ رکھیں۔ اور اس کی نشر واشاعت کرتے رہیں۔ حرکت تجدید سے اس کی قوتی حافظہ کو کمزور نہ ہونے دیں۔ اور اس کو وحدت ملی اور تقاضائے ادبی کے نصب العین سے ہٹنے نہ دیں۔ دنیائے اسلام عموماً اور اسلامیان ہند بالخصوص اس قسم کے اداروں سے یکسر معدوم ہیں۔ احیاء ملی اور بقا قومی کے لئے ایسے اداروں کا قیام اشد ضروری ہے۔ ان مقاصد کے پیش نظر لاہور میں ۱۹۲۱ء ماہ رمضان میں "رابطۃ التالیف والترجمہ" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اب اس کو مرکزی دفتر حیدرآباد میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

یہ رابطہ فرنچی سرکل کی طرز پر ایک مجمع علمی کے فرائض ادا کرے گا۔ اور ہر ممکن ذریعے سے زبان عربی اور اسلامی ثقافت کی خدمت کرے گا۔ اس کے زندہ جاوید مقاصد کی ترویج کی خاطر گزشتہ جمعہ کو ادبا اور علما اسلام کا اجتماع ہوا۔ جس میں حیدرآباد و ہند کی قابل شخصیتوں نے شرکت کی۔ اور اجتماع کی زبان عربی رہی۔ اور آئندہ ہر جمعہ کو ۱۰ بجے شام سے یونانی طبی بورڈ افضل گنج یا کسی اور مکان میں ہوا کرے گا۔ اور رابطہ کی روداد تقریریں اور مجادلے سب عربی میں ہوا کریں گے۔ اور عربی مضامین کا اہم ترین مرکز بنے گا۔ اور انجمن اشاعت عربی کے ایک مقصد کو کما حقہ سرانجام دے گا جو بصدارت نواب سعید نواز جنگ بہادر سلطان مکلا قائم ہے۔

اسلام کے مشاہیر علماء وادباء سے علمی رابطہ پیدا کر کے ان کی خدمات کو ملت کے حق میں زیادہ سود مند بنانا۔ ملت کی علمی کوششوں کو منظم کرنا عربی اور اردو میں تالیف وتصنیف کے لئے بہترین اہتمام ہونا کہ علمی خزانوں میں اضافہ کرنا۔ مختلف زبانوں سے تراجم شائع کر کے ادب کو وسعت دینا۔ رابطہ کی شاخوں کو دور تک پھیلا کر تربیت اسلامی کے مراکز قائم کرنا وغیرہ وغیرہ اس کے

بقیہ صفحہ (۱۱)

جائے پناہ

از

مظہر حسین اظہر

جب بارش موسلا دھار ہو تو مضبوط سے مضبوط چھاتا بھی ہونے کے باوجود بھی کپڑوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور بھیگ جاتا ہے اور میرا چھاتا تو تھا بھی پرانے وقتوں کی یادگار۔ ایسی حالت میں بارش سے بالکل محفوظ رہنے کی توقع رکھنا اپنے آپ کو فریب دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ کچھ دیر تک تو میں اپنے آپ کو فریب دیتا رہا۔ مگر جب بارش کے موٹے موٹے قطرے گردن پر سے ہوتے ہوئے پشت پر سفر کرنے لگے تو مجبوراً جائے پناہ ڈھونڈنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنا پڑا۔ خوش قسمتی سے ہوٹل کا دروازہ قریب تھا اس سے بہتر اور کونسی جائے پناہ ہو سکتی تھی۔ جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا دروازہ کے نیچے جا کھڑا ہوا اور جیب سے رومال نکال کر چہرہ پونچھنے لگا۔ میری طرح کئی اور لوگ بھی وہاں کھڑے بارش کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ وقت گزارنے کے لئے کوئی نہ کوئی مشغلہ ضروری تھا۔ چنانچہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کسی نہ کسی شغل میں محو تھا۔

مثلاً دیوار کے ساتھ سیڑھی پر ایک مزدور بیچارہ جھولی میں مونگ پھلی ڈالے مزے مزے سے کھا رہا تھا۔ اس کے پاس ہی مونگ پھلی بیچنے والا بھی بیٹھا تھا۔ ان دونوں سے کچھ دور ایک لمبی داڑھی والے مولوی صاحب کھڑے تھے بظاہر ان کی کوئی خاص مصروفیت نہیں تھی۔ تاہم وہ بار بار اپنے دانتوں کو بند کر کے ہونٹ سکیڑ کر ایک عجیب انداز سے تھوکتے جاتے تھے۔ دروازے کی دوسری دیوار کے قریب ایک نوجوان کھدر پوش کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں بیڑیوں کا بنڈل تھا اور وہ بیڑی کے لمبے لمبے کش لے کر اردگرد کھڑے ہوئے لوگوں کے چہروں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی دائیں طرف ایک کلرک نما آدمی کھڑا تھا کلرک میں نے اسے اس لئے کہا ایک تو اس نے کافی ضخیم فائل بغل میں دبا رکھی تھی اور دوسرے اس کے چہرے پر بے کیف زندگی کی پرچھائیاں سی رینگ رہی تھیں۔ میرے قریب ایک موٹی سی توند والے سیٹھ اجلے کپڑوں میں ملبوس کھڑے تھے۔ ان کی انگلیاں چھوٹی سی کالی مالا کے منکوں پر چل رہی تھیں۔ شاید کسی حساب میں مشغول تھے۔ ایسے موقعوں پر گفتگو کرنے کے لئے کوئی موضوع خود بخود نکل آتا ہے۔ مگر ہر شخص پہل کرنے میں کچھ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ چند منٹ کے بعد ایک اور صاحب تشریف لائے۔ وضع قطع اور لباس سے شاعر معلوم ہوتے تھے۔ آتے ہی وہ ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور سب کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں ان لوگوں میں یا ان لوگوں کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے لوگوں کی بیتابی بڑھتی جا رہی ہے ہر شخص گفتگو کرنے کے لئے بیتاب ہے مگر ہر شخص گفتگو کرنے سے کترا رہا ہے۔ یہی سوال مجھے پریشان کر رہا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے مونگ پھلی بیچنے والے نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔ ساتھی، رات بارش ہو گی ۔۔ دیکھئے بادل امڈ رہے ہیں اور برس رہے ہیں ۔۔!

"ہاں اور رات بھر تھی ۔۔ بڑا نقصان ہوا ۔۔ ایک شخص کی دو جھونپڑیاں سردی سے مر گئیں۔" نائی نے جواب دیا۔

"ایسے زمانے میں نقصان ہوتا ہے۔ رام رام بیچارے کا کیا حال ہوگا ۔۔" مونگ پھلی بیچنے والے نے متاثر ہو کر کہا۔ "قسمت کے آگے کیا پیش چل سکتی ہے انسان کی ۔۔

خدا جانے یہ منحوس جنگ کب ختم ہوگی ۔۔ چیزیں اتنی مہنگی ہو گئی ہیں کہ جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ پہلے جو آٹا روپے میں ملتا تھا اب سات روپے میں بھی نہیں ملتا۔ اب ہم جائیں کدھر؟!"

مولوی صاحب نے اپنے بلغم کو نالے پر تھوک کر صاف کیا اور ذرا آگے بڑھ کر بولے۔ "یہ سب ہماری بداعمالی کی سزا ہے ہم نے اپنے خدا کو بھلا دیا ہے۔ دنیا کی محبت میں بالکل دیوانے ہو گئے ہیں۔ نماز روزہ اور حلال حرام ۔۔ یہ قدرت کا عذاب ہے ۔۔!"

سب لوگ بڑی توجہ سے یہ بات سن رہے تھے۔ لالہ جی کی پیشانی پر شکن آ گئی شاید وہ کسی ذہنی کشمکش میں گرفتار تھے۔ شاعر صاحب نے ٹیڑھی نگاہوں سے اپنی موچھوں پر انگلی پھیری اور مولوی صاحب کی بات سن کر وہ بیزار ہو گئے اور ایسی جگہ چلے گئے جہاں کلرک سر جھکائے نہ معلوم کیا سوچ رہا تھا۔

مولوی صاحب سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے بولے ۔۔ "یہ جنگ ۔۔ یہ بھی قدرت الٰہی کا عذاب ہے خدا نے خود کہا ہے جب لوگ مجھے بھول جاتے ہیں تو میں ان پر عذاب نازل کرتا ہوں۔"

مزدور نے آہ بھر کر کہا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں مولوی جی ۔۔ ہم یہ مشورہ کو بھول گئے ہیں۔"

"بھگوان کرے اب یہ لڑائی جلد ختم ہو جائے۔" مونگ پھلی بیچنے والے نے دردناک لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں حسرت و یاس کی ایک دنیا آباد تھی۔ مسلسل بیماریوں نے جسم کا خون نچوڑ کر ادھ موا کر چھوڑا تھا۔ نائی اور مزدور کی حالت بھی کچھ اس سے زیادہ مختلف نہیں تھی۔ چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ اس اثنا میں کھدر پوش نوجوان آگے بڑھ کر بولا۔

"معاف کیجئے مولوی صاحب! مجھے آپ سے اختلاف ہے۔ یہ جنگ عذاب نہیں بلکہ سرمایہ داری کی پیدا کی ہوئی ہے۔"

"شاندار ۔۔" مولوی صاحب تعجب سے

"نہیں ہے۔"

"جی ہاں ایک نہایت شاندار ۔۔ جنگ۔ فاشیت اور اشتراکیت کی جنگ ہے۔ فاشیت سرمایہ داری کی پیداوار ہے اور اشتراکیت کے علمبردار دنیا کے مزدور ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہئے کہ یہ جنگ سرمایہ داری اور مزدوروں کی جنگ ہے۔ حالات صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ سرمایہ داری تباہ ہو جائے گی اور مزدوروں کو فتح ہوگی۔ سرمایہ داری ختم ہونے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا سے ظلم و تشدد ختم ہو جائے گا۔ ملکیت کا قابل نفرت تصور ختم ہو جائے گا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بھوک ختم ہو جائے گی آپ نے دیکھا بنگال میں لوگ بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے تھے مگر سرمایہ داروں نے جمع کئے ہوئے اناج کے گوداموں سے ایک بھی دانہ بھی باہر نکالنا پسند نہ کیا۔ سرمایہ داری نے انسانیت اور شرافت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ مگر جنگ کے بعد ایسا نہیں ہوگا مزدوروں کی حکومت ہوگی۔ یہ سب نہیں ہوگا۔ مزدور غریب فاقہ کش لوگوں نے انتہا دکھ اٹھائے ہیں۔ اب ایسا وقت آ رہا ہے کہ وہ بھی دوسروں کی طرح خوشی سے زندگی بسر کر سکیں گے۔"

لالہ جی نے گھور کر کھدر پوش کو دیکھا اور مالا پھیرنا چھوڑ کر اور پیچھے ہٹ گئے۔ مولوی صاحب اس انداز سے گھور رہے تھے گویا ان باتوں کو خوب سمجھتے ہیں ۔۔ نائی، مزدور اور مونگ پھلی بیچنے والا ۔۔ یہ تینوں حیرت اور مسرت کے ملے جلے جذبات سے کھدر پوش کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"میاں ابھی تو نے دنیا کا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ پچھلی لڑائی میں بھی یہی نعرے لگتے تھے۔ لڑائی کے بعد یہ ہوگا وہ ہوگا مگر ہوا کچھ بھی نہیں۔ مصیبت تو یہ ہے ہمارے نوجوان دو حروف انگریزی کے پڑھ کر بے دین ہو جاتے ہیں۔ نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ڈر۔ جو دل میں آیا کہہ دیا ۔۔ استغفراللہ۔"

کھدر پوش نے اسی لہجے میں جواب دیا۔ "مولوی صاحب! ہم بے دین نہیں ہیں مگر تقدیر پرستی کو ٹھکرا دیا ہے کیا سرمایہ داری نے اپنے آپ کو زندہ رکھنے اور ہر وقت غریبوں کا خون چوسنے کے لئے طرح طرح کے اصول وضع کئے ہیں۔ تقدیر پرستی ان اصولوں میں سب سے زیادہ خطرناک اصول ہے۔ غور کیجئے کیا ہمارے خدا کو یہ بات پسند ہے کہ ایک سرمایہ دار لاکھوں من غلہ جمع کر کے اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ جب غلہ اور زیادہ مہنگا ہو جائے اس وقت تھوڑی تھوڑی مقدار میں بیچ دے۔ اور اس بات کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرے کہ اس کے گھر کے سامنے ہزاروں غریب انسان بھوک سے ادھ موئے حال پڑے ہوئے ہیں۔ غریب لوگ دنیا میں اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ محنت کریں اور فاقہ کشی کی حالت میں مر جائیں؟ خدا کو یہ بات ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ جنگ اس بات کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے مزدور جاگ اٹھے ہیں اور اب اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور فتح انہیں حاصل ہوگی۔"

مونگ پھلی بیچنے والا کچھ کہنا چاہتا تھا مگر وہ جوش کے عالم میں اپنے خیال کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے تھے اور مزدور ۔۔ بھی چپ چاپ کھڑا

جیسے کوئی ہوشیار گھر میں دیکھ رہے تھے، شاعر نے ایک لمحہ کے لئے دوسری طرف دیکھا اور پھر جیب سے پنسل نکال کر کاغذ پر کچھ لکھنے لگا۔ کمرہ کی حالت بدستور رہی تھی۔ لالٹین کی جلتی ہوئی روشنی کی دیوار کے آخری حصے تک جا پہنچتی اور دونوں ہم پہلو بیٹھے کروٹ بدل رہے تھے۔ ایکا ایک ادھر میں نے دیکھا، جیسے کسی جھونکے کی لڑکی میں نے اپنے سامنے دیکھا ایک عورت ہی کے سر سے دوپٹہ کی سرکی ہوئی چادر تھی۔ اس کے پاس کھڑی تھی اور اسی طرح مونچھوں والے آدمی کا بھی یہی حال تھا۔ اب بھی سماوار دور ختم ہوا کہ عورت نے ہونٹوں پر سرخی ملی اور ایک چھلکتی ہوئی نظر اوپر ڈالی اور مسکرا کر تکیہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر بالوں پر پھیرنے لگی ۔۔۔۔ میں سوچنے لگا۔

اگرچہ سیاہ بال تھا تاہم آنکھوں کی شوخی نے اس کے چہرے پر ایک خاص قسم کی چمک پیدا کر دی تھی۔ اس کے ساتھی نے ٹوپی کو سنبھال کر اپنے بالوں کو درست کیا۔ اچکن کی جیب سے ایک چمکتا ہوا سگریٹ نکالا اور اسے کھول کر پان بنانے لگا۔ سب کی نظریں عورت کی طرف اٹھ گئیں۔ مولوی صاحب نے کروٹ بدلی اور دوسری طرف منہ کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے کوئی وظیفہ پڑھنے لگے۔ اچانک کمرہ کی آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہوئی۔ اس نے ٹوپی کو داہنے ہاتھ سے سنبھالا اور کرسی پر رکھ دیا اور آگے کھسک آیا!

"آپ کب تک جاگتی رہیں گی ۔۔۔" مونچھوں والے نے پوچھا اور کچھ مخاطب کر کے کہا۔

"یقین سے ساتھ کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا ۔۔۔" جواب ملا۔ جب ایک سوال کے بعد ختم ہو جاتا وہ سوال میں دلچسپی لیتا اور کچھ دیر آخر وقت تک پہنچا رہے۔

"شکریہ ۔۔۔" مونچھوں والے نے کہا اور دروازے کی چھت کو دیکھنے لگا۔

ایک دفعہ پھر خاموشی چھا گئی۔ خاموش چہرے کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ آنکھیں بے حس و حرکت تھیں اور میں نے دیکھا کہ اب عورت کے بالکل قریب تھا۔ اس کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ عورت مسکرا کر آنکھیں اٹھا کر اپنے ساتھی سے باتیں کر رہی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ کمرہ کو سنبھالنے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔ اللہ تو کریم ہے ۔۔۔ مولوی جی نے کروٹ بدلی اور ٹوپی رومال سے ناک پونچھنے لگا۔ مرغ رومال دیکھتے ہی مجھے پہلی ہوی کا خیال آ گیا ۔۔۔ جو مرغ چادر پر بیٹھی پلنگ پر میری منتظر رہتی تھی۔ آج میں اس کے لئے لوٹ بھی نہ آیا تھا۔ اپنی پیاری چیز کو دیکھ کر وہ کس قدر خوش ہوتی۔ سینہ میں ایک سنسنی سی پیدا ہو گئی۔ میں ہوی کے خیال میں محو ہو گیا۔ اس محویت کے عالم میں صرف ایک ہلکا سا شور کانوں میں پہنچا۔ میری ہوی۔ عورت کے ساتھی نے ایک مسخرے کی آواز دی تھی۔ دو تین منٹ میں کیا کچھ ہو گیا مجھے معلوم نہیں۔ اپنے خیالات سے چونک کر جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو عورت اور اس کے ساتھی کے علاوہ سب لوگ موجود تھے۔ اپنے خوابوں میں ڈوبے ہوئے ۔۔۔

ہاں کمرہ میں جو چیز تھا، بارش زور و شور سے ہو رہی تھی۔ گھر میں نے گھر جانا ہی مناسب سمجھا۔

جدید اُردو ٹائپ اور دارالطبع کی تیاری

آپ کے اخبار مورخہ ۲ جون ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر نواب معین یار جنگ بہادر کا ایک بیان اردو عثمانیہ ٹائپ کا اصلی موجد شائع ہوا ہے جس میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ دارالطبع سرکار عالی نے مولوی سجاد مرزا صاحب کے ایجاد کئے ہوئے اصول ٹائپ کو نہ صرف پسند کیا ہے بلکہ اسے اپنی ایجاد بتایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ بیان غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ واقعات جو اس سلسلہ میں سررشتہ متعلقہ سے معلوم ہوئے ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سررشتہ دارالطبع سے منسلک قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اردو ٹائپ ایجاد کیا جائے اور اس کی ترقی دی جائے۔ چنانچہ دارالطبع سرکار عالی میں عثمانیہ ٹائپ تیار کئے گئے۔ دنیا کے ٹائپ کی ایجاد کی ابتدا عربی سے شروع ہوئی اور نستعلیق اور نسخ ٹائپ بنائے گئے۔ اس کے بعد ڈائرکٹر صاحب سررشتہ مذکور کے زیر نگرانی اسی غرض کے تحت بنا دیا گیا کہ جو ٹائپ ایجاد ہو چکے ہیں ان کی اصلاح عمل میں لائی جائے اور نئی جدید نستعلیق ٹائپ تیار ہو سکتی ہوں۔ چنانچہ نستعلیق کی تمام خامیوں کو دور کر کے حروف کی تعداد (۱۰۰۰) سے گھٹا کر ۵۰۰ تک لائی گئی۔ اسی طرح نسخ ٹائپ کو کم سے کم تعداد میں لانے کی کوشش کا جو نتیجہ برآمد ہوا ہے وہ زیر بحث ٹائپ ہے جس کے متعلق ڈاکٹر صاحب موصوف نے اظہار فرمایا کہ اس ٹائپ کی بنا ۱۳ تیرہ سال قبل ڈالی گئی تھی۔ عمل آزمائش کے لئے پہلے نسخ ٹائپ تیار کیا گیا تھا جس کی تعداد (۳۳۶) تھی۔ اس میں بتدریج کمی کی گئی اور بالآخر جب ٹائپ نستعلیق کے ساتھ ساتھ نسخ کے بھی درست ہو گئے تو اسی قاعدہ کے بموجب زیر بحث ٹائپ تیار کیا گیا۔ جس کی تعداد صرف ۱۰۰ ہے۔ مولوی سجاد مرزا صاحب کے ایجاد کردہ بیکاس اردو ٹائپ اور دارالطبع کے زیر بحث ٹائپ میں (جو عربی نسخ کی اصلاح کردہ شکل ہے) اتنا ہی فرق ہے۔ دونوں کے جوڑ بالکل ایک دوسرے سے جدا اور دونوں ایک دوسرے سے سراسر مختلف ہیں۔ دارالطبع کے ٹائپ کے ابتدائی جوڑ کمیت نام کی گردش پر قائم کئے گئے ہیں اور یہی جوڑ درمیانی جوڑوں کا بھی کام دیتے ہیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے ٹائپ میں نہیں پائی جاتی۔

براہ کرم ان واقعات کو اپنے موقر اخبار میں شائع فرما دیجئے۔ تاکہ اگر عوام میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہو تو وہ دور ہو جائے۔ فقط (اطلاعات)

معاشی کانفرنس کے پانچ اجلاس

حیدرآباد ۱۴ نومبر کل شام انجمن فیصلہ کیا عثمانیہ کی معاشی کمیٹی کی ذیلی مجلس کے اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں پانچ اجلاس منعقد کئے جائیں جن میں حیدرآباد کے غذائی مسائل معاشی منصوبہ بندی، دیہی معاشی مسائل اور مسائل حاضرہ پر بحث کی جائے۔ ہر اجلاس کی صدارت کے لئے ممتاز اصحاب سرکاری و غیر سرکاری معززین میں سے انتخاب کیا گیا ہے۔

یہ کانفرنس نمائش کے احاطہ میں ساتویں نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ کے دوران میں منعقد ہوگی۔ مولوی عارف الدین صاحب صدر معاشی کمیٹی مجلس استقبالیہ معاشی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

(ا ۔ پ)

اشتہار

حاضری مرافعہ علیہ۔ مرتبہ محکمہ عدالت عدالت ضلع عثمان آباد ۔ مورخہ ۱۰ آذر ۱۳۵۲ ف

نمبر مقدمہ ۱۱ ۳۲ ۱۳۵۲ ف

باجلاس راجہ دیوان بہادر ناظم ضلع

مرافعہ۔ مسز ... مرافعہ علیہ بھاگرتی بائی

دعوے :۔ اجرائی ڈگری

بنام بھاگرتی بائی زوجہ شیوا ننگپا قوم لنگایت عمر ۲۵ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن جگمہ پور تعلقہ نیلنگہ واقع ہو کہ تمہارے نام ایک مقدمہ مرافعہ دیوانی سے دائر کیا ہے۔ جس میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری ہوئے۔ لیکن تمہارا پتہ نہ چلنے سے تعمیل نہیں ہو سکی ہے۔ آپ مرافعہ گزار نے ذریعہ اشتہار اطلاع دینے کی استدعا کی ہے۔ لہذا ذریعہ ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ بہمن ۱۳۵۲ف روز دوشنبہ بوقت (۱۰) ساعت اس عدالت میں حاضر ہو کر اصالتاً یا وکالتاً جواب دہی کرو ورنہ بصورت غیر حاضری تمہارے حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

آج بتاریخ ۲۷ آذر ۱۳۵۲ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط سررشتہ دار

مہتمم عدالت ضلع

(مہر)

دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے استالین کی نئی تجویز

جنگ کا چوتھا سال سوویت روس اور ہٹلر یا تحادیوں کی فوجوں کے لئے فیصلہ کن سال تھا۔ اس سال جرمنوں کو دو محاذوں پر لڑنا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جرمنی کی سرحد کے اندر دھکیل دئے گئے۔" ان الفاظ میں مارشل استالین نے ایک سال کی جنگ کا خلاصہ بیان کر دیا۔ یہ تقریر استالن نے انقلاب روس کی ستر ہویں سالگرہ کے موقع پر کی تھی۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ ناروے، ڈنمارک اور آسٹریا کے علاوہ ہٹلر کے تمام مقبوضہ ممالک آزاد کرائے جا چکے ہیں۔ سرخ فوج ہنگری، چیکوسلاواکیہ، مشرقی جرمنی، پولینڈ اور ناروے میں لڑ رہی ہے اتحادی فوجیں اٹلی اور ہالینڈ میں لڑ رہی ہیں۔ ہٹلر کے تمام پٹھوؤں میں بس لے دے کر ایک ہنگری کی حکومت رہ گئی ہے۔ وہاں بھی سرخ فوج کے دستے بڈاپسٹ تک پہونچ چکے ہیں جو ہنگری کا دارالسلطنت ہے اور بقول استالین "بلا شبہ جرمنی کے آخری حلیف ہنگری کو عنقریب زیر کر لیا جائے گا"؟

لیکن ابھی آخری لڑائی باقی ہے۔ استالین نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہٹلر نے پوربی مورچے پر ۲۰۴ ڈویژن کھڑے کر رکھے ہیں۔ دوسرا محاذ یعنی مغربی مورچے پر نازیوں کے ۱۲۰ ڈویژن برباد کر دئے گئے ہیں اور پچھلے دس ماہ میں دس لاکھ نازی سپاہی مارے جا چکے ہیں۔ ہٹلر کی شکست یقینی ہے۔

اسی خیال سے ہٹلر نے اپنی صلح کی مہم بڑے زور شور سے شروع کر رکھی ہے چنانچہ اخبار ہندوستان سٹینڈرڈ کا نامہ نگار لندن اطلاع دیتا ہے کہ "ہٹلر نے اپنے شرائط صلح نازی سفیر متعین کلیسائے روم بیرن ارنسٹ وینرے کے ذریعہ بھیج دئے ہیں۔ صلح کی پہلی شرط یہ ہے کہ اتحادی فوجیں وسطی جرمنی میں نہ داخل ہوں اور نازی پارٹی کی از سر نو تشکیل کی جائے یعنی نازی پارٹی کو ایک تیسری جنگ عظیم کی تیاری کا موقع دیا جائے۔ پاپائے روم کے ذریعے سلسلہ جنبانی کرنے کے ساتھ ساتھ ہٹلر پرتگال اور اسپین کی فاشسٹ حکومتوں کے ذریعے صلح کی کوشش کر رہا ہے۔ اس معاملے میں جنرل فرانکو کی حکومت بہت پیش پیش ہے۔ کیونکہ فرانکو اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی قسمت بھی ہٹلر کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہٹلر کے زوال کے بعد اس کا ستارہ بھی ڈوب جائے گا۔

فرانس کی آزادی نے اسپین کے آزادی خواہوں اور جمہوریت پرستوں کے حوصلے بڑھا دئے ہیں اور ان کی تحریک اور چھاپہ مار لڑائی کو تقویت بخشی ہے۔ ہزاروں ہسپانوی جمہوریت پسندوں نے فرانس کی حالیہ جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا۔ اب وہ فرانس سے ہسپانوی سرحد میں داخل ہو گئے ہیں اور فرانکو کے فاشسٹ سپاہیوں سے لڑ رہے ہیں۔ خود سرکاری حلقوں نے اعتراف کیا ہے کہ جمہوریوں نے کوہستان پائرنیز میں اندورا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسپین کے مختلف شہروں میں بیک وقت مزدوروں نے ہڑتالیں کی ہیں اور فرانس کے کمیونسٹ روزنامہ "لا ہیومانتے" کا بیان ہے کہ اسپین کے دس صوبوں میں سے پانچ میں چھاپہ مار فاشسٹوں سے لڑ رہے ہیں۔

اس صورت حال سے گھبرا کر فرانکو نے اب کہنا شروع کیا ہے کہ اسے فاشزم سے کوئی سروکار نہیں ہے چنانچہ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے نامہ نگار بریڈ فورڈ سے دوران ملاقات میں فرانکو نے کہا کہ اسپین میں فاشزم یا نازی ازم نہیں بلکہ "نامیاتی جمہوریت" قائم ہے۔ اس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ غیر جانبدار ملکوں کو مثلاً اسپین اور پرتگال وغیرہ صلح کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینا چاہیے۔

نازیوں اور فاشسٹوں کی انہیں بین الاقوامی سازشوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے استالین نے اپنی ۶ نومبر کی تقریر میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ سمجھنا غلط ہو گا کہ شکست کے بعد جرمنی اپنی کھوئی ہوئی طاقت واپس لانے اور جہانگیری کے نئے منصوبے بنانے کی کوشش ترک کر دے گا۔ اسی کے سد باب کے لئے استالین نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ دنیا کے امن کی حفاظت کے لئے ایک خاص ادارہ قائم کیا جائے جو حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے فوراً مسلح طاقت استعمال کرے تاکہ حملہ آور آئندہ سر نہ اٹھا سکیں۔

تحریک امداد باہمی نے راشن بندی کو کامیاب بنا دیا

احمد آباد کے مزدوروں کا مستحسن اقدام

احمد آباد میں جیسے ہی راشن بندی کی تاریخ مقرر کی گئی وہاں کے عوام نے منافع خوروں کی چور بازاری سے بچنے کے لئے اناج کا مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انھوں نے کو آپریٹیو سوسائٹیاں بنانا شروع کر دیا۔ مزدور طبقہ بھی پیچھے نہیں رہا۔ شہر میں ۱۷۰ کو آپریٹیو سوسائٹیاں قائم ہو گئیں جو ساڑھے تین لاکھ انسانوں کی خوراک کا انتظام کرتی ہیں۔ ان میں اٹھائیس ہزار کا انتظام مزدوروں کے ہاتھ میں ہے۔

غذا کا مسئلہ عوام کے ہاتھ میں آجانے سے نہ صرف ان کی ضروریات پوری ہونے لگیں بلکہ جو منافع حاصل ہوا وہ عوام کے مفاد پر صرف ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ منافع کے ان اعداد سے ہو سکتا ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے زیر اثر کو آپریٹیو سوسائٹی کو پچھلے چھ ماہ میں ۹۹۲۰ روپے ۱۳ آنے ۹ پائی منافع حاصل ہوا۔ منافع کو اس طرح تقسیم کیا گیا۔ (۱) محفوظ سرمایہ ۲۹۹۹ روپے ۱۰ آنے ۲ پائی۔ (۲) اشتراکی منافع ۵۵۰ روپے ۲ آنے (۳) حصہ کے خریداروں کا منافع ۹۳۰ روپے ۱ آنہ (۴) کو آپریٹیو کے ملازمین کا بونس ۴۳۰ روپے ۱۲ آنے (۵) زکوٰۃ ۲۲۰ روپے ۱۲ آنے (۶) پروپگنڈہ فنڈ ۳۲۱ روپے ۵ آنے ۱ پائی۔ خریداروں کے منافع کو علاج کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس طرح احمد آباد کے مزدوروں کو بیماریوں سے بڑی حد تک نجات مل گئی جو اکثر ملیریا اور ہیضہ میں مبتلا رہتے تھے۔ زکوٰۃ کے فنڈ سے لائبریری قائم کی گئی ہے جو مزدوروں میں سیاسی جہالت ختم کر کے بیداری پیدا کرے گی۔ ملازمین جو کو آپریٹیو سوسائٹیوں میں کام کرتے ہیں انہیں سال میں تین ہفتے کی چھٹی مع تنخواہ دی جاتی ہے۔ محدود اختیارات حاصل ہونے پر مزدور طبقے نے عوام کے سامنے مزدور حکومت کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کر دی ہے۔ احمد آباد کے مزدور کو آپریٹیو کے جتنے زیادہ حصے خریدیں گے اتنی ہی کو آپریٹیو سوسائٹی کی تحریک مضبوط ہوگی اور وہ منافع خوری کے جال سے محفوظ رہیں گے۔

مرے ہوئے پر دُرّے

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار حکمت

تسلیم

براہ کرم یہ چند سطور اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر مشکور فرمائیے۔

مورخہ ... کے مقامی اخبارات میں اخبار "تاج" مرحوم کے بارے میں مجلس مدیران جرائد (حیدرآباد دکن) کی جو قرارداد شائع ہوئی ہے۔ وہ حیدرآباد کے پیشۂ صحافت کی ان روایتوں اور وقار کا آئینہ دار ہے جس سے اخبار "تاج" کے اختلاف کی بنا پر مدیران جرائد نے بد قسمتی سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کیا ہے۔

اس موقع پر مجھے نہ تو "تاج" کی وکالت کرنی ہے اور نہ اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ مجھے "تاج" کی پالیسی سے اتفاق ہے۔ قبل اس کے کہ میں مدیران جرائد اس ... اعلان پر اپنے خیالات ظاہر کروں یہ واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میں اخبار "رہبر" اور اخبار "رعیت" کو ان اخبارات کے زمرہ میں شامل کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ ان کے کرتوت ... کو بھی ان کی نمائندگی اور دیانت داری پر کسی قسم کا اعتراض اور شک و شبہ نہیں کر سکتے۔

حیدرآباد کی مجلس مدیران جرائد کو اخبار "تاج" سے یہ شکایت ہے کہ "تاج" اپنے صفحات پر عامیانہ اور مبتذل ذاتی حملوں اور عیب جوئی کے ذریعہ سے عام بداخلاقی پیدا کر رہا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ "تاج" کے مضامین اعلیٰ صحافتی معیار پر ٹھیک نہ اترتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ "تاج" کے مضامین سے "عام بداخلاقی" پیدا ہو رہی ہو۔ لیکن کیا یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ یہ کہاں کی بلند اخلاقی ہے کہ ایک ایسے اخبار پر درے لگائے جائیں جو بند ہو چکا ہے اور آوازیں کسی جائیں جو آپ کا جواب نہیں دے سکتا؟ کیا ہمارے مدیران جرائد کی روایتیں اور وقار کی بلند اخلاقی یہی ہے؟

میں ہمارے ان مدیران جرائد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ذرا اپنے اخبارات کے صفحات الٹ کر دیکھیں اور بتلائیں کہ ایسے کتنے اخبار ہیں جن میں انھوں نے پس پردہ "عامیانہ اور مبتذل ذاتی حملے اور عیب جوئی" نہیں کی۔ شیشے کے گھر میں رہنے والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ دوسروں پر پتھر پھینکیں۔

"ایک قاری"

امریکی بیانات پر فلسطین کے عربوں کا احتجاج

القدس (رائٹر) گزشتہ چند روز میں صدر روزویلٹ اور مسٹر ڈیوی کے بیانات کے خلاف جن میں فلسطین میں ایک یہودی ریاست کے قیام کی حمایت کی گئی تھی فلسطین کی عرب مجالس کی طرف سے وسیع پیمانہ پر احتجاجات جاری ہیں۔

سیاسی جماعتوں کے صدور اور تجارتی ایوان اور دوسرے عرب اداروں اور انجمنوں نے بحری تار بھیجے ہیں جن میں ایک عرب قوم کے بارے میں سودا کرنے کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

عرب اخباروں میں اس موضوع پر بکثرت مضامین شائع ہوئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں میں کس قدر غم و غصہ پیدا ہو گیا ہے۔ انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکی سرکاری ذرائع سے جو چیزیں موصول ہوں وہ شائع نہ کی جائیں۔

سید عونی عبدالہادی صدر الاستقلال العربی نے امریکی بیانوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

"عربوں کو یہ دیکھ کر صدمہ پہنچا ہے کہ ان رہنماؤں اور سیاسی اداروں کی تجویز ہے کہ یہودیوں کو ایک ایسا ملک دے دیا جائے جس کے ساتھ ان کا سوائے اس تعلق کے جو دوستوں کے درمیان ہوتا ہے کوئی تعلق نہیں۔

اس طرح وہ ایک ایسی قوم کو قربان کر دینا چاہتے ہیں جو ان سے صرف تعاون کی امید رکھتی ہے۔

فلسطین ایک عرب ملک اور دوسرے عرب ملکوں کا جزو لاینفک ہے۔

تمام عربوں نے فلسطین کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا تہیہ کر لیا ہے اور ان پر یورپ یا امریکہ کے کسی شخص کے بیانات کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ایک دوسرے رہنما سید ہاشم الخیشی صدر بلدیہ طول کرم نے بھی اپنے شہر کی طرف سے امریکی قونصل عمومی کو ایک بحری تار بھیجا ہے جس میں امریکی بیانوں کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

انھوں نے اپنے بحری تار میں کہا ہے یہ بیانات منشور اطلانٹک اور جمہوری اصولوں کے منافی ہیں۔

وہ دنیائے عرب اور دنیائے اسلام پر ایک ضرب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بین الاقوامی تجارتی کانفرنس

امریکہ برطانیہ اور ہندوستان کا زاویہ نگاہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

ایک قانون منظور کیا جس میں چینیوں کو امریکی شہریت کی حیثیت سے توطن پذیری کا اہل گردانا گیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ امریکی کانگریس کے روبرو ایک مسودہ قانون تھا جس میں ہندوستانیوں کو بھی اسی قسم کے مراعات دئے جانے کی تجویز تھی لیکن اس مسودہ قانون کو ناواجبی طور پر ملتوی کر دیا گیا اور ہندوستان میں یہ شبہ روز افزوں ہے کہ اسے دستور و آئین میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

(رائٹر)

حیدرآباد میں رابطۃ التالیف والترجمہ

بقیہ سلسلہ صفحہ ( )

مقاصد میں شامل ہے۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ ارباب ذوق ان توجیہات بلند پایہ مقاصد کی تکمیل میں ہمارا ہاتھ بٹا کر فرض شناسی اور قومی غیرت کا ثبوت دیں گے۔

محمد حسن الاعظمی (ازہری یونیورسٹی)
(معتمد شوریٰ)

اعظم پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر حکمت ... سے شائع ہوا